ڈاکٹر جہاں گیر حسن مصباحی

# شیخ سید احمد کبیر رفاعی: سوانح و شخصیت

**صوفیائے عظام کے احوال کی شرح اور اُن کے منازل کی مشکلات حل کرنے کی سرداری شیخ رفاعی پر ختم ہے: شعرانی**

چھٹی صدی ہجری میں جن نفوس قدسیہ نے اپنے بابرکت وجود سے ایک جہان کو فیضیاب کیا ہے، اُن میں ایک مبارک نام شیخ سید احمد کبیر رفاعی قدس سرہٗ کا ہے۔ ان کی پوری حیات مبارکہ خدمت خلق اور مخلوق کو بہرصورت فائدہ پہنچانے سے عبارت ہے۔

شیخ رفاعی، سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کے معاصر بزرگ ہیں، اور سیدنا غوث اعظم قدس سرہٗ سے کافی متاثر بھی ہیں۔ شیخ ابوبکر عتیق بغدادی کا بیان ہے کہ میں نے امام احمد رفاعی کے عظیم ترین اصحاب اور قدیم ترین مریدین سے سنا ہے کہ ایک دن شیخ ''رواق'' کے مقام پر تشریف فرما تھے کہ اپنا سر جھکا دیا اور فرمایا کہ ''میری گردن پر ہو۔''

شیخ کے اصحاب اور مریدین نے دریافت کیا تو فرمایا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی اس وقت بغداد میں یہ فرمارہے ہیں:

میرا یہ قدم تمام ولیوں کی گردن پر ہے۔

(بہجۃ الاسرار از ابوالحسن علی بن یوسف شطنوفی، ص: ۳۳، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

سیدنا غوث اعظم بھی شیخ سید احمد رفاعی کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ شیخ ابوعبداللہ محمد بن خضر حسینی بیان کرتے ہیں کہ ایک درویش نے شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ سے شیخ سید احمد رفاعی قدس سرہٗ کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا:

اے درویش! اس شخص کا مقام و مرتبہ اُس کے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اس کا اخلاق کتاب و سنت ہے۔ اس کا قلب حب الٰہی میں مشغول رہتا ہے۔ اس نے سب کچھ چھوڑ کر سب کچھ پالیا ہے۔ اس کا اخلاق لوگوں کے لیے باعث حسرت ہے۔ وہ احوال کے آخری مقام پر ہے۔ جو کسی ایسے شخص کو دیکھنا چاہتا ہے جسے زمانے کی بڑی سے بڑی مصیبت بھی متزلزل نہیں کرسکتی تو وہ ''ام عبیدہ'' جائے اور اُس شخص (شیخ سید احمد رفاعی) کو دیکھ آئے جو ہر حال میں پُرسکون رہتا ہے۔

(رسالہ سواد العینین فی مناقب الغوث ابی العلمین (سید احمد رفاعی) للامام الرافعی)

## نام و نسب

شیخ احمد رفاعی کا اصل نام احمد، کنیت ابوالعباس، اور لقب محی الدین ہے۔ جدامجد سید حسن اصغر ہاشمی کی معروف بہ رفاعہ قدس سرہٗ کی مناسبت سے رفاعی کہلاتے ہیں، اور چوں کہ امام موسیٰ کاظم اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما کی اولاد سے ہیں، اس لیے موسوی اور حسینی بھی کہلاتے ہیں۔

شیخ رفاعی کے اجداد بلاد عرب (مراکش و اطراف) سے عراق گئے اور وہاں کے علاقہ بطائح میں سکونت اختیار کی۔ وہ مسلکاً شافعی مذہب کے پیروکار اور عقیدتاً اشعری مذہب کے تابعدار تھے۔ (البدایہ والنہایہ لابن کثیر، ص: ۸، ۳۳۴، دارالکتب، بیروت)

شیخ رفاعی نجیب الطرفین ہیں۔ والد ماجد کی طرف سے

اُن کا نسب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ملتا ہے اور والدہ ماجدہ کی طرف سے حضرت ایوب انصاری سے۔

والد ماجد کی طرف سے نسب نامہ اس طرح ہے:

احمد بن علی بن احمد بن یحییٰ بن حازم بن علی بن حسن رفاعہ بن سید مہدی بن محمد بن حسن رئیس بغداد بن حسین رضی بن احمد اکبر بن موسیٰ ثانی بن ابراہیم مرتضیٰ بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین بن امیر المومنین حضرت علی۔ (قدست اسرارہم)

والدہ ماجدہ کی طرف سے نسب نامہ اس طرح ہے:

اُم الفضل سیدہ فاطمہ بخاریہ بنت شیخ ابوسعید یحییٰ بخاری انصاری ابن شیخ موسیٰ ابوسعید بن شیخ کامل بن شیخ کبیر بن امام صوفی محمد بن ابوبکر واسطی بن موسیٰ بن محمد بن منصور بن خالد بن زید بن ابی ایوب بن زید انصاری رضی اللہ عنہ۔ (ایضاً، ص: ۵۳۳)

## غیبی بشارت

ناظم محمود نقل کرتے ہیں کہ شیخ رفاعی کے ماموں شیخ سید منصور قدس سرہٗ نے خواب میں دیکھا کہ کوئی اُن سے کہہ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ عنقریب اُن کی بہن کو ایک بیٹا عطا فرمائے گا جو اولیاء اللہ کا امام ہوگا اور اہل اللہ کا مرکز عقیدت ہوگا۔

(آداب الشیخ والتلمیذ، ص: ۵۳۳، بحوالہ جامع بیان العلم وفضائلہ، تحقیق ابواشبال زہیری، دار ابن جوزی، ۱۹۹۴ء)

## ولادت باسعادت اور پرورش

اس غیبی بشارت کے بعد شیخ احمد رفاعی عراق کے شہر بطائح کے قریب بمقام اُم عبیدہ قصبہ حسن میں پیدا ہوئے۔

تاریخ ولادت سے متعلق دو روایتیں ملتی ہیں:

۱۔ ماہ محرم ۵۰۰ھ/۱۱۰۶ء عہد مستظہر باللہ عباسی میں۔

۲۔ یکم رجب ۵۱۲ھ/۱۱۱۸ء عہد مسترشد باللہ عباسی میں۔

ان دونوں میں راجح کون ہے یہ تحقیق طلب ہے۔ لیکن ناظم محمود کے بقول: اگر معتبر کتابوں کا اعتبار کیا جائے جن میں شیخ رفاعی کی عمر ۷۸ رسال بتائی گئی ہے، تو اس اعتبار سے ۵۰۰/۱۱۰۶ء سال پیدائش راجح معلوم ہوتا ہے۔ (آداب الشیخ والتلمیذ فی الحِکم الرفاعیۃ للامام الرفاعی، العدد: ۵۶، ص: ۵۳۲، جامعہ بغداد)

شیخ رفاعی ابھی سات سال کے تھے کہ والد ماجد سید علی کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ اس کے بعد اُن کے ماموں شیخ منصور نے اُنھیں اُن کی والدہ اور اُن کے بھائی کے ساتھ اپنے وطن ''واسط'' بلالیا۔ ''واسط'' بطائح کے ماتحت عراق کا ایک مشہور علاقہ ہے۔

شیخ احمد کبیر رفاعی کی نشوونما اور پرورش و پرداخت حضرت شیخ سید منصور بطائحی نے اپنے زیر نگرانی کی، اور اُن کی تعلیم و تعلم اور تربیت پر پوری توجہ دی اور اُنھیں ایک قابل رشک اور لائق تقلید شخصیت کی شکل میں ڈھال دیا۔

## تعلیم و تربیت

شیخ احمد رفاعی نے شیخ عبدالسمیع حربونی کی نگرانی میں قرآن کریم کا حفظ مکمل کیا، اور مزید تعلیم کے لیے شیخ منصور کی اجازت سے شیخ ابوالفضل علی واسطی کی خدمت میں پہنچے۔ شیخ واسطی نے اُن کی تعلیم و تربیت پر بطور خاص توجہ دی۔

یوں شیخ رفاعی نے مختلف عقلی و نقلی علوم مثلاً: حدیث،

تفسیر، منطق و فلسفہ کے ساتھ مروجہ علوم وغیرہ میں بطور خاص کمال و مہارت حاصل کی اور مختلف علمی و فنی فضل و کمال کے گوہر مراد سے اپنے دامن آرزو کو پُر کیا۔

شیخ ابوالفضل علی واسطی کے علاوہ دیگر کبار مشائخ اساتذہ سے بھی شیخ رفاعی نے اپنی علمی تشنگی بجھائی۔(ایضاً،ص:۵۴۶)

## مشائخ واساتذہ

شیخ رفاعی کے مشہور اور نامور جلیل القدر مشائخ اور اساتذہ میں شیخ سید منصور بطائحی، شیخ عبدالسمیع حربونی واسطی، شیخ ابوالفضل علی واسطی، شیخ ابوالفتح محمد بن عبدالباقی، شیخ محمد بن عبدالسمیع عباسی، شیخ ابوبکر واسطی اور عارف باللہ سید عبدالملک بن حسین حربونی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔(ایضاً،ص:۵۵۱)

## خرقہ اور خلافت وسجادگی

تقریباً بیس سال کی عمر کے ہوگئے تو اُن کے اُستاذ اور شیخ ومربی شیخ ابوالفضل علی واسطی قدس سرہٗ نے ان کو تمام علوم شریعت وطریقت کی اجازت عنایت فرمادی، اسی کے ساتھ اپنا خرقہ بھی پہنایا اور مشائخ کی ایک مجلس منعقد کی جس میں شیخ رفاعی کی عظمت ورفعت پر اتفاق کیا گیا۔

اس کے علاوہ شیخ رفاعی کافی دِنوں تک اپنے ماموں سید منصور بطائحی کی صحبت میں بھی رہے، اور اُن سے اکتساب فیض کیا۔ اس طرح شیخ ابوالفضل علی واسطی اور شیخ سید منصور بطائحی کی توجہات وعنایات نے اُنھیں مختلف علوم وفنون اور فقہ وتصوف کا عطر مجموعہ بنادیا اور یوں وہ مجمع البحرین قرار پائے۔

شیخ رفاعی کچھ دِنوں تک مختلف علاقوں جیسے "نہر قلی"، "رواق" وغیرہ میں بھی رہے، اور پھر ایک دن اپنے گاؤں "حسن" لوٹ آئے۔ اس کے بعد جب شیخ منصور اپنی زندگی کے آخری لمحات میں پہنچے تو اُنھوں نے اپنے مشائخ کی جملہ امانتیں شیخ رفاعی کے سپرد کردیں اور اپنے خاص وظائف کا اُن سے عہد لیا، اور پھر اُن کو مسند سجادگی اور منصب ارشاد پر فائز فرمادیا۔

واقعہ یوں ہے کہ شیخ منصور نے اپنے بیٹے اور بھانجے شیخ رفاعی سے فرمایا کہ کھجور کا پتّا لے کر آؤ۔ چنانچہ اُن کا بیٹا بہت سارے پتّے کاٹ کر لے آئے مگر شیخ رفاعی خالی ہاتھ لوٹے، اور دریافت کرنے پر یہ جواب دیا کہ میں نے سب پتّوں کو اللہ تعالیٰ کی تسبیح میں مشغول پایا، اس لیے کسی پتّے کو نہیں کاٹا۔

یہ سُن کر شیخ منصور متبسم ہوئے اور فرمایا کہ میں نے بھی کئی مرتبہ یہی دعا کی تھی کہ میرا خلیفہ میرا بیٹا ہو، مگر مجھ سے ہر مرتبہ یہی فرمایا گیا کہ تمہارا خلیفہ تمہارا بھانجا ہے۔ لہٰذا ۲۸ ؍سال کی عمر میں شیخ منصور نے سید احمد کبیر رفاعی کو خلافت واجازت سے نوازا، اور اُسی سال شیخ منصور کا وصال ہوگیا۔

## سلسلہ خرقہ وخلافت

شیخ احمد رفاعی کا سلسلہ خرقہ وخلافت چار مختلف طرق سے مولائے کائنات سے ہوتا ہوا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ ان میں سے دو سلسلۂ خرقہ وخلافت یہ ہیں:

شیخ احمد از شیخ علی واسطی از شیخ ابوبکر شبلی از شیخ جنید بغدادی از شیخ سری سقطی از شیخ معروف کرخی از شیخ حبیب عجمی از شیخ حسن بصری از سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم از سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

شیخ احمد از شیخ منصور از شیخ ابو منصور طیب از شیخ سمی نجاری از شیخ ابو القر حزی از شیخ ابو القاسم سندوسی از شیخ رویم بغدادی از شیخ جنید بغدادی از شیخ سری سقطی از شیخ معروف کرخی از امام علی بن موسیٰ رضی از امام موسیٰ کاظم از امام جعفر صادق از محمد باقر از امام زین العابدین از امام حسین از سیدنا علی از سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (عجائب واسطی از ابن مہذب)

## درس وتدریس

شیخ رفاعی نے جس شہر علم ومعرفت میں تعلیم حاصل کی اُسی شہر واسط میں درس وتدریس کا سلسلہ بھی شروع کیا۔ خداداد قابلیت اور انتہائی ذکاوت کی وجہ سے جب اُن کی علمی شہرت چاروں طرف پھیل گئی تو طالبانِ علوم اپنی تشنگی بجھانے کے لیے شہر واسط کا رُخ کرنے لگے۔

اس کے علاوہ عظیم علما وفضلا بھی اُن کے درس بافیض سے فیضیاب ہونے کی خاطر اُن کی خدمت میں پہنچتے اور اُن کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرتے۔

ناظم محمود لکھتے ہیں شیخ رفاعی کے درس وتدریس کا معمول یہ تھا کہ سوموار اور جمعرات کے سوا روزانہ صبح وشام حدیث، فقہ، تفسیر اور عقائد کا درس دیا کرتے تھے، درس میں کثرت سے طالبین شریک ہوتے۔ جب وہ پینتیس سال کے ہو گئے تو لاکھوں کا مجمع ہونے لگا جن میں امرا وحکما، علما ومشائخ کبار بھی شامل ہوتے تھے۔ (آداب الشیخ والتکیۃ، العدد: ۵۶، ص: ۵۳-۵۷)

## تصنیفات وتالیفات

توحید وتصوف، نصائح اور فقہ وتفسیر کے موضوع پر مشتمل چند کتابیں جو شیخ رفاعی سے منسوب ہیں، وہ یہ ہیں، مثلاً:

البرہان المؤید، الاحزاب الرفاعیۃ، المجالس الاحمدیۃ، الصراط المستقیم، کتاب الحکم، الکلیات الاحمدیۃ، تفسیر سورۃ القدر، شرح التنبیہ، الوصایا، الروایۃ فی حدیث النبی، النظام الخاص لاہل الاختصاص، حالۃ اہل الحقیقۃ مع اللہ وغیرہ۔ (ایضاً، ص: ۵۶۰-۵۶۲)

## تلامذہ اور خلفا

شیخ احمد رفاعی کے تلامذہ اور خلفا کی ایک طویل فہرست ہے۔ ابن مہذب کے مطابق اُن کے تلامذہ اور خلفا کی تعداد تقریباً ایک لاکھ اَسّی ہزار ہے۔ اُن کے چند تلامذہ اور خلفا کے نام یہاں ذکر کیے جاتے ہیں، مثلاً:

شیخ عمر ابو الفرج بن محمد عز الدین فاروثی، شیخ احمد بدوی، شیخ قطب ارسلان دمشقی، امام معمر محمد بن عبد السمیع واسطی، شیخ ابو معالی بدر عاقولی واسطی، شیخ عثمان سیف الدین، شیخ حیات بن قیس حرانی انصاری، شیخ شہاب الدین احمد اصفہانی، شیخ حسن راعی، شیخ ابو الفتح واسطی، شیخ یعقوب کراز واسطی وغیرہ۔

(ایضاً، ص: ۵۵۱-۵۵۳)

## عبقری شخصیت اور اخلاق

امام عبد الوہاب شعرانی لکھتے ہیں کہ صوفیائے کرام کے احوال کی شرح اور اُن کے منازل کی مشکلات حل کرنے کی سرداری شیخ احمد رفاعی پر ختم ہے، اور "بطائح" میں مریدین کی تربیت کا عمل اُن ہی کی وجہ سے پروان چڑھا، نیز بے شمار

مخلوق نے ان سے تزکیہ وتصفیہ کا نور پایا۔

(طبقات کبریٰ از امام شعرانی، ص: ۲۹۳)

علامہ ابن جوزی بیان کرتے ہیں:

صاحب کرامات اور صاحب درجات ہونے کے ساتھ انتہائی متواضع، کشادہ قلب، دنیا سے مجرد اور بے نیاز تھے۔

(مرآۃ الزمان، ۱۳/ ۳۰۲، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

ابن ملقن نقل کرتے ہیں:

شیخ احمد رفاعی انتہائی منکسر المزاج، متواضع طبیعت کے مالک، امر الٰہی کے تعظیم کرنے والے، مخلوق پر شفیق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے پیروکار تھے۔

(طبقات الاولیاء، ص: ۱۶۵)

شیخ یعقوب بن کراز کا بیان ہے کہ ایک بار سیدی احمد رفاعی نے ایک مجلس میں فرمایا کہ دوستو! میں آپ لوگوں سے اللہ سبحانہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ آپ لوگ میرے اندر کوئی عیب دیکھ رہے ہوں تو بتائیں۔

یہ سن کر شیخ عمر فاروثی اُٹھے اور کہا کہ سیدی! میں آپ کے اندر ایک عیب پاتا ہوں۔ سیدی رفاعی نے فرمایا:

اے عمر! وہ عیب مجھے بتادیں۔

شیخ عمر نے کہا کہ سیدی آپ کا عیب یہ ہے کہ ہم جیسے لوگ آپ کے اصحاب میں شامل ہیں۔

اتنا سنا تھا کہ شیخ اور دیگر مشائخ رونے لگے، پھر شیخ نے فرمایا: اے عمر! اگر سواری صحیح وسالم اور درست ہو تو بہتوں کا بوجھ اٹھالیتی ہے۔

(تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر والاعلام للذہبی، ص: ۲۳۹، دار الکتاب العربی، بیروت)

قناعت وشکر کا یہ حال تھا کہ شیخ رفاعی کے پاس کبھی دو قمیص نہ رہیں۔ شیخ یعقوب فرماتے ہیں:

سیدی احمد رفاعی کے پاس کبھی بھی دو قمیص جمع نہ ہوئیں۔ نہ جاڑے کے دنوں میں اور نہ ہی گرمی کے دنوں میں۔ جب کپڑا دھونا ہوتا تو خود ہی دھولیتے، اور اُسے لے کر دھوپ میں اُس وقت تک کھڑے رہتے جب تک کہ وہ خشک نہ ہو جاتا۔

کھانے کا معاملہ بھی ایسا تھا کہ دو دنوں بعد ایک آدھ لقمہ کھالیتے، البتہ! اگر کوئی مہمان آجاتا تو اُس کے کھانے پینے کا ضرور انتظام فرماتے۔

(سیر اعلام النبلاء للذہبی، ۲۱/ ۸۰، جمہوریہ عراق)

شیخ رفاعی خدمت خلق کے جذبے سے لبریز تھے۔ شیخ یعقوب بیان کرتے ہیں کہ سیدی احمد رفاعی جب کسی سفر سے آتے تو لکڑیاں جمع کرتے، پھر اُسے اُٹھا کر لاتے اور بیواؤں کے گھروں میں پہنچا دیتے۔ اکثر ایسا بھی ہوتا کہ بیواؤں کے گھروں میں پانی بھی بھر کر رکھ دیتے تھے۔ (ایضاً، ص: ۲۵۰)

شیخ رفاعی اس قدر نرم دل اور محبتی تھے کہ انسان تو انسان، چرند وپرند سے بھی بے پناہ محبت فرماتے اور اُس کے آرام کا ہر ممکن خیال فرمایا کرتے۔ امام عبد الوہاب شعرانی لکھتے ہیں:

جو شخص بھی ملتا اُسے پہلے سلام کرتے، یہاں تک کہ جانوروں کو بھی دیکھتے تو فرماتے کہ تمہاری صبح اچھی ہو۔ اس تعلق سے دریافت کیا جاتا تو فرماتے کہ میں اپنے نفس کو اچھے کاموں کا عادی بناتا ہوں۔ یہی وجہ تھی کہ جب اُن کے جسم پر مچھر بیٹھ جاتا تو اُسے اڑاتے نہ کسی کو اُڑانے دیتے اور

فرماتے کہ اُسے خون پینے دو، جتنا کہ اللہ رب العزت نے اس کی قسمت میں لکھا ہے۔ کبھی ٹڈی اُن کے اُوپر بیٹھ جاتی تو اُس وقت تک رُکے رہتے جب تک کہ ٹڈی اُڑ نہ جاتی۔ کبھی بلی اُن کی آستین پر سوجاتی اور نماز کا وقت ہوجاتا تو نیچے سے آستین کاٹ دیتے لیکن بلی کو نہ جگاتے، اور جب نماز سے واپس آتے تو آستین کو اُس کے دوسرے حصے کے ساتھ سی لیتے۔

ایک بار کا ذکر ہے کہ شیخ رفاعی نے ایک خارش زدہ کتے کو دیکھا جسے لوگوں نے گاؤں سے باہر نکال دیا تھا۔

شیخ رفاعی اُس کتے کے ساتھ جنگل چلے گئے۔ اُسے تیل لگاتے، کھلاتے پلاتے اور کپڑوں کی مدد سے اُس کی خارش کو بھی کھرچتے۔ پھر جب اُس کی خارش ٹھیک ہوگئی تو گرم پانی سے اُس کو نہلایا اور یوں اُس کی پوری نگہداشت کی۔ اسی طرح بستی میں کسی کی بیماری کا حال سنتے اگرچہ وہ دور کا ہوتا، اُس کی عیادت اور خبر گیری کے لیے ضرور جاتے۔

جب کسی بوڑھے کو دیکھتے تو اُس کے محلے والوں کے پاس جاتے اور اُس بوڑھے شخص کے بارے میں نصیحت فرماتے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے سفید بال والے مسلمان کی تعظیم وعزت کی، اللہ رب العزت بڑھاپے میں اُس کی عزت وتعظیم کرنے والا مقرر فرمائے گا۔

شیخ رفاعی دوسروں کی خیر خواہی کا کوئی موقع بھی نہیں گنواتے تھے، بلکہ بڑے انوکھے انداز میں ہر ایک کی خیر خواہی فرماتے۔ مثال کے طور پر جب اُنھیں پتا چلتا کہ فقرا میں کوئی اپنی کسی لغزش کی بنیاد پر پٹائی کھانے والا ہے تو اُس سے اُس کے کپڑے بطور عاریت لیتے، پھر اُس کپڑے کو پہن کر اُس کی جگہ سو جاتے، اور اِس طرح فقرا اُن کی پٹائی کر دیتے۔ جب پٹائی ہوجاتی اور فقرا کا غصہ سرد پڑ جاتا تو اپنا چہرہ کھول دیتے، لیکن اُن سے فرماتے کہ تمہارا بھلا ہو کہ تم لوگوں نے مجھے اجر وثواب کمانے کا موقع دیا۔ فقرا ایک دوسرے سے کہتے کہ یہ اخلاق سیکھو۔ (طبقات امام شعرانی، ص: ۲۹۳-۳۰۰)

## نوافل اور ذکر واذکار

شیخ یعقوب بیان کرتے ہیں کہ سیدی احمد رفاعی چار رکعات والی نماز میں ایک ہزار بار قل ھو اللہ احد پڑھتے تھے، اور ہر دن ایک ہزار بار استغفار کیا کرتے تھے۔ استغفار کرتے وقت یہ پڑھتے تھے کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّي كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ. میں نے برا عمل کیا، میں نے اپنے اوپر ظلم کیا، اور اپنی ذمہ داری سے فرار اختیار کیا۔ میرے گناہ تیرے سوا کوئی نہیں بخش پائے گا۔ میں توبہ کرتا ہوں، بے شک تو بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

(طبقات الشافعیہ لابن کثیر، ۱/ ۳۵۲، دار المدار الاسلامی، بیروت)

## وصال مبارک

بالآخر ۲۲ر جمادی الاولی ۵۷۸ھ ۱۳ر ستمبر ۱۱۸۲ء کو ۷۸/ ۶۶ر سال کی عمر میں شیخ سید احمد رفاعی کا وصال ہوگیا، اور اپنے جد کریم شیخ یحییٰ بخاری کے گنبد تلے بمقام اُم عبیدہ، عراق میں مدفون ہوئے۔

